صد سالہ جشن تشکر کی تیاری اور اس کے چندہ نیز خلیفہ وقت کی تحریکات کو تمام لوگوں تک پہنچانے کے لئے ہدایات

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱؍مارچ ۱۹۸۸ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشن تشکر کو اب تقریباً ایک سال باقی ہے۔کیلنڈر کے سالوں کے حساب سے تو ۱۹۸۸ء آخری سال بنتا ہے اس نئے سال سے پہلے جس میں جماعت احمدیہ اپنی دوسری صدی میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ داخل ہوگی لیکن جماعت احمدیہ کا باقاعدہ بیعت کے ذریعے جو اعلان فرمایا گیا اس لحاظ سے ۲۳؍مارچ ۱۹۸۹ء کو جماعت احمدیہ کے سو سال پورے ہوں گے۔تو نئی صدی کا آغاز ۲۳؍مارچ ۱۹۸۹ء کو ہوگا۔اس سے پہلے بہت سے کام ایسے کرنے والے باقی ہیں جن کے متعلق فکر بڑھتا جارہا ہے۔اگرچہ جماعتیں ہر لحاظ سے کوشش کررہی ہیں لیکن جہاں تک جماعت کے اندر تفصیلی طور پر پروگرام کی اطلاع دینے کا تعلق ہے اس سلسلہ میں میں سمجھتا ہوں کہ ابھی کمزوری ہے۔بہت سے منصوبہ بنانے والے کمیشن بٹھائے گئے سالہا سال سے انہوں نے غور کیا اور منصوبے تیار کئے۔ان پر پھر باہم بیٹھ کر ہم نے مزید غور کیا اور یہ غور میرے زمانے سے نہیں بلکہ اس سے پہلے سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے وقت سے شروع ہے اور بہت لمبی محنت آپ نے بھی اس بات میں فرمائی۔کمیٹیوں کے ساتھ خود بیٹھے جس میں میں بھی ممبر ہوا کرتا تھا اور بڑی تفصیل سے ان منصوبوں کا جائزہ لیا جو آئندہ صدی کے لئے اظہار تشکر کے طور پر سوچے جارہے تھے اور اس کے بعد پھر ان کو آخر پر مزید مانجھنے اور چمکانے کا دور شروع ہوا۔پھر مختلف ملکوں میں کمیٹیاں

بٹھائی گئیں کہ وہ اپنے اپنے حصے پر غور کریں اور یہ جائزہ لیں کہ ملکی لحاظ سے کس حد تک مزید پہلو منصوبے میں شامل ہونے چاہئیں اور ملکی لحاظ سے جو کام کی ذمہ داریاں ہیں وہ کیسے بانٹی جائیں گی۔ پھر بیرون پاکستان ایک الگ کمیشن مقرر کیا گیا جو بیرون پاکستان کے کام کو مجتمع کرے اور مرکوز کرے کیونکہ ان دنوں میں پاکستان سے مؤثر رابطہ رکھنا ممکن نہیں تھا۔

چنانچہ یہ سارے منصوبے یا منصوبوں کے مختلف پہلو بہت حد تک آخری شکل میں تیار ہو چکے ہیں اور ملکی لحاظ سے بھی اور ملکوں کے گروہوں کے لحاظ سے بھی اور پھر ان کے اوپر تمام بیرون پاکستان ملکوں کے مرکزی منصوبے کے لحاظ سے بھی سب جگہ کمیٹیاں بڑی مسلسل محنت کر رہی ہیں اور آپس میں ان کے روابط بھی قائم ہیں لیکن جہاں تک جماعت کے افراد کا تعلق ہے ابھی تک تفصیل کے ساتھ جماعت کے افراد کو اس منصوبے سے یا ان منصوبوں سے آگاہ نہیں کیا گیا اور جس حد تک کام کی ذمہ داریاں بانٹنے کا تعلق ہے اس لحاظ سے بھی میں سمجھتا ہوں کہ جتنے احباب جماعت اس منصوبے کے عملی کاموں میں شامل کر لئے جانے چاہئے تھے اتنے ابھی تک شامل نہیں کئے گئے۔ اب سوچنے اور غور کا مزید وقت تو باقی نہیں بہت زیادہ ضرورت ہے کہ جو کچھ غور بھی ہو چکا اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اس پر فوراً عمل درآمد شروع کروایا جائے۔

اس ضمن میں افریقہ کے دورے میں بھی میں نے یہ محسوس کیا کہ عملی پہلو سے ابھی بہت سی کمزوری باقی ہے۔ سب سے زیادہ نمایاں طور پر جس طرف توجہ مرکوز ہونی چاہئے وہ ہر ملک میں ایک نمائش کی جگہ کا تقرر یا بڑے ملک ہوں تو ایک سے زیادہ نمائش کی جگہوں کی تقرری اور پھر اگر ضرورت ہو جیسا کہ بعض ملکوں میں ہوگی وہاں متفرق علاقوں کو Vans کے ذریعے جماعتی معلومات مہیا کرنے کا انتظام اور پریس سے رابطہ، ٹیلی ویژن، ریڈیو وغیرہ سے رابطہ، ہر ملک کی بڑی بڑی شخصیتوں سے رابطہ اور آخری شکل میں کس طرح وہ حصہ لیں گے اور کہاں لیں گے اور کیا حصہ لیں گے۔ اس بارے میں معین ان کو اطلاع دینا اور ان سے درخواست کرنا کہ آپ اس پروگرام میں شمولیت فرمائیں۔ یہ سارے کام ابھی تک تشنۂ تکمیل ہیں عمل کے لحاظ سے۔ منصوبے کے لحاظ سے تو جیسا کہ میں نے بیان کیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام پہلوؤں پر تفصیلی اور باریک غور ہو چکا ہے۔

جو تعمیر کا کام ہے اس کے لئے بڑا وقت درکار ہے اور ان منصوبوں میں یہ ایک پہلو بڑا

نمایاں ہے کہ جہاں جہاں جس جس ملک میں یہ توفیق ہو وہاں جماعتی سوسالہ نمائش کے لئے ہال کی تعمیر کی جائے اور اس کو پھر مستقل ایک نمائش گاہ کے طور پر ہمیشہ استعمال کیا جائے۔اس پہلو سے خصوصیت کے ساتھ مجھے فکر ہے کہ بہت بڑے بڑے ممالک جن میں یہ کام آج سے بہت پہلے شروع ہو جانا چاہئے تھے ان میں ابھی اس کا آغاز نہیں ہوا اور جہاں تک جماعت کی استطاعت کا تعلق ہے اس بارے میں کوئی بھی شک نہیں کہ اگر اب بھی آئندہ ایک دو ماہ کے اندر ان خاص نمائش گاہوں کی تعمیر کا کام شروع کر دیا جائے تو جس طرح جماعت وقار عمل کے ذریعے یا دیگر کوششوں سے حصہ لیتی ہے ہرگز بعید نہیں کہ اسی سال کے آخر تک یہ نمائش گاہیں تیار ہو جائیں۔

ان نمائش کے بڑے ایوانوں میں جو چیز ملحوظ رہنی چاہئے وہ جیسا کہ میں نے کہا یہ ایک مستقل چیز ہوگی۔ عارضی طور پر یہ نہیں کہ آپ کتابیں سجائیں اور پھر اس کے بعد ان کو سمیٹ لیں یا جماعت کے چارٹس لگائیں اور پھر اس کے بعد ان کو سمیٹ لیں یا ویڈیوز دکھانے کا انتظام کریں اور پھر اس انتظام کو اکٹھا کر کے کسی اور جگہ منتقل کر دیں بلکہ ایسی عمارتیں جہاں صد سالہ جوبلی کی نمائش ہونی ہے وہ مستقلاً ہمیشہ پھر اس کام کے لئے استعمال ہوں گی۔ وہاں ہر باہر سے آنے والا ہر وہ شخص جو جماعت میں کسی رنگ میں دلچسپی رکھتا ہے وہ جب بھی آئے اس کے سامنے ساری جماعت کی سوسالہ کارروائی یکجائی صورت میں پیش کی جاسکے۔

جہاں تک چارٹس کا تعلق ہے، جہاں تک تصاویر کا تعلق ہے، جہاں تک اہم کتب کا تعلق ہے جن کو اس مستقل نمائش میں شامل کیا جانا ہے وہ تیار کئے جاچکے ہیں۔ کتب میں سب سے زیادہ اہم اور ہمیشہ کے لئے مستقل اہمیت رکھنے والی چیز قرآن کریم ہے اور قرآن کریم کی اشاعت کے سلسلے میں اس کے ساری دنیا میں اس وقت تقریباً ایک سو ممالک میں یہ کارروائی ہو رہی ہے اور ترجموں کے اوپر نظر ثانی کا کام بھی مکمل ہو چکا ہے۔ بہت سے ترجمے اس وقت طبع ہو رہے ہیں۔ان سب کو جب اکٹھا بھجوانا شروع کیا جائے گا تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان جماعتوں پر کتنا بڑا بوجھ اچانک پڑے گا جو پہلے تیار نہ ہوں۔

قرآن کریم کے پچاس سے زائد زبانوں میں تراجم ہیں اور صرف ایک ایک دو دو نسخے نہیں بھجوائے جائیں گے بلکہ جن ملکوں میں زیادہ ضرورت ہوگی وہاں زیادہ بھجوائے جائیں گے۔

جہاں دس یا پندرہ یا بیس یا بعض دفعہ پچاس پچاس مراکز ہوں گے نمائش کے وہاں کم از کم اتنی تعداد میں یہ نسخے بھجوائے جائیں گے۔ پھر ایک سو چودہ زبانوں میں قرآن کریم کے منتخبہ حصوں کی طباعت کا کام بڑی تیزی سے جاری ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آئندہ چند ماہ کے اندر یہ کام بھی مکمل ہو جائے گا۔ ان سب کو بھی ہر نمائش میں مہیا کیا جائے گا اور اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں جو ہم نے اندازہ لگایا ہے کہ تقریباً دو ہزار نسخے دنیا کے ایک سو چودہ ممالک میں تقسیم کئے جائیں گے صرف نمائش کی خاطر۔ جو تقسیم کا کام ہے وہ اس کے علاوہ ہے اور جو منتخب آیات کے تراجم ہیں ان کے متعلق فیصلہ یہی ہے کہ وہ اُس سال یعنی آئندہ سال جب ہمارا سال تشکر شروع ہو گا اس وقت مفت تقسیم کئے جائیں گے تحفۃً۔ پھر ان کے ساتھ احادیث نبویؐ کا انتخاب ہے جس کو اسی طرح انہی زبانوں میں ترجمہ کر کے تحفۃً دنیا کے سامنے پیش کرنا مقصود ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارتوں میں سے اقتباسات ہیں جو کلیۃً قرآن اور حدیث پر ہی مبنی ہیں لیکن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح ہدایت فرمائی، جو نور بخشا، جو عرفان عطا کیا اس کی رُو سے وہی قرآن جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل سے دیکھا جاتا ہے، دل کی آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے تو ایسا حسن ظاہر ہوتا ہے جو پہلے عام آنکھ سے مخفی ہوتا ہے۔

اسی طرح حضرت رسول اکرم ﷺ کی محبت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشقیہ کلام نظم میں ہو یا نثر میں وہ بھی ایک غیر معمولی مرتبہ رکھتا ہے۔ پھر بنی نوع انسان کے لئے جیسی گہری ہمدردی آپ کے دل میں تھی۔ کیا چاہتے تھے آپ کیا ہو، کس طرح بنی نوع انسان کے اندر پاکیزہ تبدیلیاں پیدا ہوں وہ کوئی اور بیان کرے تو وہ بات بن نہیں سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے کلام میں جو زندگی ہے، جو قوت ہے اس کا کوئی متبادل نہیں۔ تو دنیا اس بات کی حقدار ہے کہ کم سے کم جہاں تک ممکن ہے دنیا کی ہر آبادی میں اس کی زبان تک قرآن کریم، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام پہنچ جائے اور جہاں تک ہم نے جائزہ لیا ہے شاذ ہی کوئی ایسا طبقہ باقی ہو گا جس کو صرف ایسی زبان آتی ہو کہ اس میں ہم قرآن کریم اور احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کو پیش نہ کر سکیں۔

تو یہ تقسیم کا کام بھی اتنا بڑا کام ہے اور سب سے پہلے تو یہ ہے کہ ان کو رکھا کہاں جائے گا ان

سب کتب کو، کیا انتظام ہوگا، کس جگہ ان کو سمیٹا جائے گا، سنبھالا جائے گا، وہ مشینری کیا ہے جو چارج لے گی اس وقت کیونکہ امراء کے پاس تو ممکن ہی نہ ہے اتنا وقت ہو یا ان میں اتنی استطاعت ہو کہ ذاتی طور پر یہ سارا کام سمیٹ سکیں۔ ابھی سے ان پتہ جات کو مہیا کرنے کا اور مرتب کرنے کا کام ہونا چاہئے جن تک یہ چیزیں تقسیم ہوں گی۔

اس کے علاوہ بعض ممالک بعض دوسری کتب اور اشتہارات کی تقسیم کا بھی ارادہ رکھتے ہیں۔ پھر اسی طرح مرکزی طور پر بھی صد سالہ اظہار تشکر کے سال میں بہت وسیع پیمانے پر دنیا کے نام پیغام بھجوایا جائے گا۔ یہ ساری چیزیں اس وقت تو تیاری کے مرحلے پر ہیں لیکن جب تیار ہو کر مختلف ممالک میں پہنچیں گی ایک، دو، دس، بیس، پچاس پچاس مراکز کے لئے وہ کیسے ان کو سنبھالیں گے کیسے ان کو تقسیم کریں گے اگر پہلے سے تیار نہ ہوں۔ کس طرح وہ پتہ جات اس وقت اکٹھے کریں گے پھر ان پتہ جات کے اوپر تقسیم کا کام کیسے شروع ہوگا، کون کتنے حصے کا ذمہ دار ہوگا۔ یہ سارے کام بہت زیادہ تفصیلی توجہ کو چاہتے ہیں اور ایسی محنت کو چاہتے ہیں جس میں کئی مہینے لگیں گے۔ اس لئے یہ خاموشی بڑی فکر انگیز ہے۔ اس وقت تک جس قسم کی ہلچل شروع ہو جانی چاہئے تھی یا بیداری شروع ہو جانی چاہئے تھی وہ ابھی تک شروع نہیں ہوئی اور جن ممالک میں جماعتیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی باشعور اور قوی ہیں اپنی عددی قوت کے لحاظ سے بھی وہاں تو خصوصیت کے ساتھ بہت زیادہ کام ہونا باقی ہے اور اسی نسبت سے جتنی ان کو خدا نے عظمت عطا فرمائی ہے اتنی ہی ان پر ذمہ داری بھی پڑنے والی ہے۔

تو میں ساری دنیا کی جماعتوں کے امراء کو نہیں بلکہ تمام مجالس عاملہ کو مخاطب ہو کے متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ان سب امور کی طرف فوری توجہ شروع کریں۔ کثرت سے نوجوان ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاص رکھتے ہیں، جذبہ رکھتے ہیں، خدمت کے شوقین ہیں اور اسی طرح بوڑھے بھی ہیں، بچے بھی ہیں، خواتین بھی ہیں۔ ان میں سے جس حد تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ احباب جماعت اور خواتین جماعت کو عملی کاموں میں شامل کرنا ہوگا اور یہ عملی کاموں میں ان کی شمولیت ان کے لئے بہت بڑی برکت کا موجب ہوگی۔ اگر کام کو ترتیب دے کر تقسیم کیا جائے تو بڑے سے بڑا کام بھی آسان ہو جاتا ہے۔ اگر کام کو ترتیب دے کر تقسیم کر لیا جائے تو مالی ذمہ داریاں بھی بہت ہلکی ہو جاتی ہیں اور وقت کے اوپر کام سمٹ جاتا ہے لیکن اگر آپ اچانک سوچیں کہ ہم سب کچھ کر لیں گے تو کبھی

بھی وہ سب کچھ نہیں ہوسکتا۔ بہت بڑی جماعت کی محنت ضائع جائے گی اگر اس کام کو جہاں پہنچانا ہے وہاں پہنچانے کا انتظام نہ کیا گیا۔

تو یہ دو پہلو ہیں خصوصیت سے جن کی طرف اب توجہ دینی چاہئے۔ ایک ایسے مراکز کا فیصلہ کہاں یہ کتب اکٹھی کی جائیں گی، ان کی حفاظت کا کیا انتظام ہوگا، یہ نقشے، یہ چارٹس، یہ تصاویر اور یہ ویڈیوز جو تیار ہو رہی ہیں، وہ سلائیڈز جو تیار کی جارہی ہیں یہ ساری کس طرح دکھائی جائیں گی، کہاں کہاں دکھائی جائیں گی، کیسے سارے ملک میں ان کو اس حد تک پہنچا دیا جائے گا کہ ہر ملک کے حصے کی ان تک رسائی ہو سکے؟ یہ بہت بڑے کام ہیں۔ پھر تقسیم کے لئے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دستی تقسیم کا کیا انتظام ہوگا، ڈاک کے ذریعے تقسیم کا کیا انتظام ہوگا اور ان لوگوں کی فہرستوں کی چھان بین کرنا بھی ایک بہت اہم کام ہے۔ آنکھیں بند کر کے کتابوں سے پتے اکٹھے کر لینا تو کوئی کام نہیں ہے اس سے بہت حد تک آپ کی محنت ضائع جاتی ہے۔ آپ کو پتا ہی نہیں کس کو بھیج رہے ہیں تو کس طرح پتا چلے گا کہ وہ شخص اس لائق بھی ہے کہ نہیں کہ اس تک پیغام پہنچایا جائے۔

اس لئے کچھ حصوں کے متعلق تو ہم جہاں طبقات کی تقسیم کرتے ہیں ان تک تو ان ٹیلی فون ڈائریکٹریز وغیرہ سے یا Whose Who کتابوں سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے لیکن یہ صرف نمونے کے چند لوگ ہوں گے جن کو آپ بے شک آنکھیں بند کر کے یہ کتب بھجوا دیں یا دوسرا لٹریچر ارسال فرما دیں لیکن جہاں تک تفصیلی فائدہ اٹھانے کا تعلق ہے اس میں ضروری ہے کہ آپ کو پتا ہو کہ کون ہے وہ شخص جس کو آپ کوئی چیز بھجوا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ کیسے تعلقات ہیں، اس کے جماعت کی طرف کیا رجحانات ہیں اور اس تیاری کا دعوت الی اللہ کے پروگرام کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔ جن جماعتوں میں دعوت الی اللہ کا پروگرام اچھا ہو رہا ہے وہاں رابطے بڑھ رہے ہیں۔ وہاں اللہ تعالیٰ آنکھوں کو روشنی عطا فرما رہا ہے کون کس قسم کا آدمی ہے، کون اس بات کا حقدار ہے کہ اس کو جماعت کا پیغام براہ راست پہنچایا جائے۔ کون قرآن کریم کی عزت کرنے والا ہے، کون ایک گندہ انسان ہے جس تک اس حالت میں قرآن کریم پیش کرنا مناسب ہی نہیں ہوگا۔ بہت سے فیصلے ہیں جن کا انحصار تفصیلی معلومات پر ہے اور یہ کام بھی بڑی محنت کو چاہتا ہے۔ اگر آپ باری باری کام شروع کریں تو اس کے لئے تو اگلے پانچ سال بھی کافی نہیں ہوں گے دس سال بھی شائد کافی نہ

ہوں ۔اگر بوجھ کو تقسیم کر دیں اور مرتب کر لیں اور مختلف قسم کی ٹیمیں بنالیں اور بیک وقت وہ سب کام شروع کر دیں تو چند ماہ کے اندر اندر خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ساری دنیا میں اس کام کی تیاری مکمل ہوسکتی ہے۔اس لئے ان دو حصوں کی طرف بڑی خصوصیت کے ساتھ توجہ دینی چاہئے۔

ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک کام سپرد کیا کہ اگر کہا جائے کہ دس لاکھ آدمیوں تک اتنی دیر میں تم نے فوراً پیغام پہنچا دینا ہے تو کس طرح کر سکتے ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے توفیق ملی، ہم نے بیٹھ کر ٹیمیں بنالیں تقسیم کار کر دی اور مختلف علاقوں میں مختلف آدمی ایسے مقرر کر دیئے جو سوسو پر نگران تھے۔ پھر سو سو نے آگے دس دس تک اپنا لٹریچر پہنچانے کی ذمہ داری قبول کر لی اور ان دس نے آگے پھر پچاس پچاس، سو سو جتنی ان کو توفیق تھی ان تک لٹریچر پہنچانے کی ذمہ داری قبول کر لی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ایک آدھ مہینے کی محنت اور کوشش کے نتیجے میں وہ سارا ڈھانچہ تیار ہو گیا جس کے نتیجے میں بڑی کثرت کے ساتھ ملک کے ہر حصے میں، ہر طبقے تک جماعت کی آواز پہنچائی جاسکتی تھی اور خرچ اس لحاظ سے بہت ہی کم ہو گیا کیونکہ بہت سی جگہ جب آخر پر ایک نوجوان تک یہ بات پہنچی کہ تم نے سارے سال میں دس لفافے پوسٹ کرنے ہیں یا دس پارسل بھجوانے ہیں اور ان کے پتہ جات ہم تمہیں مہیا کر دیں گے اور جب تمہیں لٹریچر مہیا کیا جائے گا تم نے آگے بھجوانا ہے تو اس نے یہ پسند نہ کیا کہ اس کو اس کی Postage کا خرچ دیا جائے اور اکثر صورتوں میں یہ کام بھی مفت ہو گیا جس کے اوپر صرف تقسیم کے لئے لاکھوں روپیہ کی ضرورت در پیش تھی۔

چنانچہ مختصر وقت میں جماعت نے پہلے بھی بڑی تیزی کے ساتھ بڑے وسیع پیمانے پر لٹریچر تقسیم کرنے کا کام کیا ہے جس پر حکومتیں ششدر رہ گئی ہیں۔ وہ حیران رہ گئے ہیں ان کو وہم وگمان بھی نہیں تھا کہ ایک کمزور سی جماعت جس کو وہ تھوڑا سمجھتے تھے وہ چند دنوں میں اتنا عظیم الشان کام کر سکتی ہے۔ یہ ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ ایسے واقعات ہو چکے ہیں۔ تو وہی جماعت ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو ساری دنیا میں اسی جذبے کے ساتھ موجود ہے صرف اس کو منظّم کرنے کی ضرورت ہے اور ذمہ دار افسروں کا حکمت کا استعمال کرنا سب سے اہم کام ہے۔ حکمت کے بغیر کوئی محنت کام نہیں کر سکتی۔ چنانچہ کاموں کو تقسیم کرنا اور مرتب کرنا یہ ہے سب سے اہم ضرورت آج کی جس کی طرف میں جماعت کو متوجہ کرتا ہوں۔

دوسرا پہلو ہے مالی قربانیوں کو سمیٹنا۔ اب وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے اور جو منصوبے ہیں ان کے اوپر بڑی تیزی سے خرچ شروع ہو چکا ہے اور جہاں تک صد سالہ جوبلی کے وعدوں کا تعلق ہے وہ وعدے تو پندرہ سال پہلے سے لئے گئے ہیں اور اس عرصے میں مختلف تحریکات چلتی رہیں جس کے نتیجے میں ہر سال ایک نئی تحریک کو اولیت دی جاتی رہی بعض سالوں میں دو دو، تین تین تحریکیں اوپر تلے ہوئیں۔ چنانچہ اس کے نتیجے میں بہت سی جماعتیں ادائیگی میں پیچھے رہ گئیں۔ آغاز میں جب وعدے ہوئے تو تیزی کے ساتھ ادائیگی کی طرف توجہ ہوئی لیکن اس وقت وعدے کرنے والوں نے آئندہ پندرہ سالوں میں اپنی استطاعت کو دیکھا تھا اور اسی حساب سے انہوں نے ادائیگی بھی کی کہ ابھی پندرہ سال باقی ہیں ہم آہستہ آہستہ باقی ادائیگی کرتے رہیں گے لیکن ان پندرہ سالوں میں جیسا کہ میں نے بیان کیا اللہ تعالیٰ نے جماعت کے سامنے اور بہت سے ایسے منصوبے رکھے جن میں فوری مالی قربانی کی ضرورت ہوا کرتی تھی۔ تو اس پہلو سے بہت سے احباب ادائیگی میں پیچھے رہ گئے اور بعض جماعتوں پر تو اتنا بڑا بوجھ تھا کہ بظاہر یقین نہیں آتا تھا کہ یہ پورا کر سکتی ہیں کیونکہ دیگر مالی قربانیوں میں بھی وہ جماعتیں پیش پیش تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے بہت فضل فرمایا اور حیرت انگیز طور پر گزشتہ دو تین سال میں اور خاص طور پر ۱۹۸۷ء میں جس حیرت انگیز طریق پر جماعت نے مالی قربانی میں حصہ لیا ہے وہ ناقابل یقین دکھائی دیتا ہے۔

ان تمام شہری جماعتوں میں میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے کراچی کی جماعت کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ وہ غیر معمولی اور امتیازی قربانی پیش کرے۔ اس جماعت کا چندہ بھی بہت بڑا تھا یعنی وعدہ بھی بہت بڑا تھا اور قابل ادا وعدہ پچھلے سالوں میں اتنا اکٹھا ہو چکا تھا کہ اس کا اکثر حصہ واجب الادا تھا۔ اس لئے وہاں کے جو سیکرٹری تھے صد سالہ جوبلی کے چوہدری رکن الدین صاحب وہ بار بار مجھے دعا کے لئے خط بھی لکھتے رہے اور بار بار بے چینی اور فکر کا اظہار کرتے رہے کہ کیا بنے گا۔ ذمہ داری مجھ پر ہے اور اب تین سال، چار سال باقی رہ گئے ہیں اور اس عرصے میں اتنی بڑی رقوم اکٹھی کرنا جبکہ آپ کی طرف سے دوسری تحریکیں بھی جاری ہیں یہ کیسے ممکن ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ محنت کرنے والے اور توکل کرنے والوں کی محنت کو ضائع نہیں کرتا اور غیر معمولی پھل عطا فرماتا ہے۔

چنانچہ سارے دو تین سال کے عرصے میں صرف کراچی کی مثال ہی نہیں اور بھی بہت ساری

جماعتوں کی ایسی مثال ہے جس سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ اگر ذمہ دار شخص جس نے ذمہ داری کو قبول کیا ہے خود وہ توجہ کرنے والا ہو اور بار بار یاد دہانی کرانے والا ہو اور دعا کرنے والا ہو اور پھر صاحب عزم ہو، بڑے بوجھ سے ہار جانے والا نہ ہو اور توکل کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی محنت کو توقع سے بہت زیادہ پھل لگاتا ہے۔ چنانچہ کراچی کی جماعت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال میں اس طرح داخل ہوئی ہے کہ بیشتر حصہ وعدوں کا ادا ہو چکا ہے بلکہ بعض نئے ادائیگی کرنے والے اور بھی شامل ہو گئے ہیں۔ اس لئے مجھے بھاری امید ہے کہ اس سال کے اختتام سے پہلے پہلے انشاء اللہ کراچی کی جماعت جس وعدے کی ادائیگی ناممکن سمجھ رہی تھی اس سے بڑھ کر ادا کرنے کے قابل ہو جائے گی۔

جہاں تک ملکوں کا تعلق ہے ان میں میں سمجھتا ہوں کہ کینیڈا کی مثال بہت ہی شاندار اور قابل تقلید ہے۔ کینیڈا کی جماعت کا بھی یہی حال تھا کہ پرانے وعدے کئے ہوئے وہ اکثر دوست بھول چکے تھے، ان کے اندر وہ انتظام نہیں تھا جو بار بار یاد دہانی کرائے۔ چنانچہ گزشتہ چند سالوں سے جماعت کینیڈا میں جو عظیم الشان پاکیزہ تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں ان کا ایک یہ بھی پھل تھا کہ اس طرف بھی جماعت نے خصوصی توجہ کی۔ چنانچہ آپ اس سے اندازہ کر سکتے ہیں۔ ایک دو اعداد و شمار میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ کل وعدہ ان کا فروری ۸۷ء تک دو لاکھ پچھتر ہزار نو سو تہتر (۲،۷۵،۹۷۳) ڈالر تھا اور کل وصولی اکاسی ہزار نو سو پچھتر (۸۱،۹۷۵)۔ بہت بھاری رقم قابل وصول پڑی ہوئی تھی۔ جبکہ دیگر سارے چندے جو اس عرصے میں ادا کرتی رہی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی مجموعی رقم تو بہت بڑی بنتی ہے۔ پھر ایک مسجد ٹورانٹو میں جو بنائی جارہی ہے اس کا سارا بوجھ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کینیڈا نے خود اٹھانا ہے اور بڑی حد تک اٹھا رہی ہے۔ تو اس کے بعد ان کو یہ وہم تھا کہ پتا نہیں کیا بنتا ہے۔ اتنی بڑی رقم جو گزشتہ چودہ سال میں بھی ایک معمولی حصہ وصول ہو سکی یہ باقی ہم کیسے وصول کریں گیلیکن جب انہوں نے تحریک شروع کی تو ایک سال کے اندر اندر سڑسٹھ ہزار دو سو بیالیس ڈالر کے نئے وعدہ موصول ہوئے۔ پرانے وعدوں کو پورا کرنا تو الگ ہے نئے وعدے موصول ہوئے اور گزشتہ چودہ سال میں اکاسی ہزار نو سو (۸۱،۹۰۰) وصولی کے مقابل پر ایک سال کے اندر اندر یعنی سال گزشتہ میں ایک سال کے اندر ایک لاکھ بائیس ہزار چھ سو

اناسی ڈالر کی وصولی ہوئی اور اکاسی ہزار سے رقم بڑھ کر دو لاکھ چار ہزار (۲،۰۴،۰۰۰) تک پہنچ گئی۔ جس طرح دوستوں نے اس قربانی میں حصہ لیا ہے اس کی چند ایک مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

سب سے پہلے تو جو ان کا طریق کار تھا وہ یہ تھا کہ انہوں نے جو انتظام بنایا اس میں صرف یاد دہانی نہیں کرائی جاتی تھی بلکہ اس خطبہ کی کیسٹ ساتھ بھجوائی جاتی تھی جس میں اس تحریک کے متعلق خصوصیت کے ساتھ جماعت کو توجہ دلائی گئی تا کہ ہر شخص صرف اس تحریری یاد دہانی کے نتیجہ میں ہی اپنے آپ کو تیار نہ کرے بلکہ خلیفہ وقت کی آواز میں خود دوبارہ اس بات کو سنے اور اس کے اجتماعی اثر کے نتیجے میں پھر اس کے اندر جو خدا تعالیٰ تحریک پیدا فرماتا ہے اس سے فائدہ اٹھائے۔ چنانچہ اس طریق نے خدا تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ امیر صاحب نے اطلاع دی ہے حیرت انگیز اثر دکھایا اور یہاں تک کہ بعض ایسے طالب علم تھے جنہوں نے دس بارہ سال پہلے اپنے بچپن میں جوش میں آکر اتنا بڑا وعدہ لکھا دیا تھا جس کی ان کو توفیق ہی نہیں تھی۔ مثلاً ایک طالب علم نے پانچ ہزار ڈالر کا وعدہ لکھوا دیا تھا اور وہ سارا ہی قابل ادا تھا۔ جب اس تک یہ آواز پہنچی تو اس نے کچھ تعلیمی قرضہ لیا تھا۔ اس نے کہا تعلیم تو دیکھی جائے گی، بعد میں ہوتی رہے گی اب مجھے خدا نے توفیق عطا فرمائی ہے اس قرضہ میں سے میں یہ ادا کر دیتا ہوں۔ چنانچہ اس نے اسی تعلیمی قرضہ میں سے پانچ ہزار ڈالر کا چیک فوری طور پر ان کو بھجوا دیا۔ یہ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا انتظام خود فرمائے گا بلکہ بہتر انتظام فرما دے گا لیکن جہاں تک ایک طالب علم کی قربانی کا تعلق ہے یہ عظیم الشان قربانی ہے۔ اس کو نظر آ رہا ہے کہ قرض ہے، حکومت نے دیا ہے، تعلیم کی غرض سے دیا ہے لیکن وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے بڑی ہمت کا فیصلہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کو اپنے عہد کو ایفاء کرنے کی توفیق مل جاتی ہے۔

ایک دوست ہیں ان کا اور ان کی اہلیہ کا بیس ہزار ڈالر کا وعدہ تھا اور بچوں کا ڈیڑھ ہزار ڈالر اس کے علاوہ تھا اور جب تحریک ہوئی ہے دوبارہ یعنی ابھی گزشتہ سال کہ خصوصیت سے اس چندے کی طرف توجہ کرو تو معلوم ہوا کہ ان کی اکثر ادائیگی باقی تھی اور وہ بھول چکے تھے اس وعدے کو عملاً۔ انہوں نے بھی دعا کی اور ہمت کی۔ اللہ تعالیٰ نے خود ان کا انتظام فرمایا اور گزشتہ سال ہی انہوں نے مکمل ادائیگی بیس ہزار ڈالر کی کر دی۔

ایک اور دوست ہیں ان کو جب توجہ دلائی گئی تو پتا چلا کہ ان کا اکیس سو کا وعدہ تھا اور وہ سارا ہی

قابل ادا تھا۔ انہوں نے اکیس سو کو دگنا کیا اور اکتالیس سو کر کے وہ وعدہ ادا کر دیا۔

پھر ایک اور دوست ہیں ان کو جب تحریک کی گئی تو ان کے دلچسپ تفصیلی حالات لکھے ہیں اس کی ضرورت نہیں یعنی وہ بیان کر رہے ہیں کس طرح جماعت نے حیرت انگیز طور پر لبیک کہی ہے اور جن کے وعدے نہیں تھے انہوں نے نئے وعدے لکھائے، جنہوں نے سمجھا ہمارے وعدے تھوڑے تھے انہوں نے ان کو دگنا کیا۔ ایک صاحب نے وعدہ لکھوایا اور غلطی سے دگنا چیک کاٹ دیا اور جب ان کو توجہ دلائی گئی کہ آپ نے تو اتنا وعدہ لکھوایا تھا اور آپ کو شاید توفیق بھی نہیں اتنا ادا کرنے کی۔ آپ نے غلطی سے دگنا چیک کاٹ دیا ہے۔ انہوں نے کہا جو ایک دفعہ خدا کی راہ میں پیش کر دیا جائے اسے واپس کون لے سکتا ہے۔ اس لئے یہی وعدہ میرا سمجھا جائے اور ادائیگی پوری شمار کر لی جائے۔

بڑے دلچسپ واقعات ان کی طرف سے تفصیلی موصول ہوئے ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے حیرت انگیز قربانی کی توفیق عطا فرمائی ہے اور اگر کہیں کوئی جماعت پیچھے رہ گئی ہے تو اس میں جماعت کا قصور نہیں بلکہ ان منتظمین کا قصور ہے جن کا فرض تھا کہ جماعت کو بار بار یاد دہانیاں کراتے رہیں اور انتظار نہ کریں کہ بوجھ اتنا بڑھ جائے کہ پھر ان کی طاقت سے آگے نکل جائے۔

چنانچہ میں نے تفصیلی طور پر جو نظر ڈالی ہے اپنے دوروں کے وقت خاص طور پر تو میں نے محسوس کیا کہ اس معاملے میں بہت سی غفلت ہوتی رہی ہے۔ مثلاً بہت سے ممالک میں اور بہت سے مقامات میں امریکہ میں بھی اور افریقہ میں بھی، سیکرٹری صد سالہ جوبلی کا تقرر ہی نہیں تھا یا اگر تھا بھی تو اس کو پتا ہی نہیں تھا کہ میرا کام کیا ہے۔ وہ بیٹھا انتظار کر رہا تھا کہ ہاں! مجھے ایک عہدہ ملا ہوا ہے مجھے پتا نہیں کیا کرنا ہے اور کیسے کرنا ہے۔ تو جن جماعتوں میں سیکرٹری کا تقرر ہی نہیں ہوا یا اسے بتایا ہی نہیں گیا کہ کام کیسے کرنا ہے وہاں کی جماعت کیسے اس قربانی میں حصہ لے سکے گی کیونکہ قرآن کریم فرماتا ہے:۔

فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى (الاعلیٰ:۱۰) نصیحت کر اور نصیحت کرتا چلا جا۔ شدت کے ساتھ نصیحت کر کیونکہ نصیحت کے ساتھ ہی فائدہ پہنچتا ہے۔ تو اگر حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے زمانے میں نہایت اعلیٰ درجہ کے مومنوں کو بھی نصیحت کی ضرورت تھی اور خود رسول اکرم ﷺ کو ضرورت تھی کہ بار بار نصیحت فرمائیں تو اس کے بعد ان کے غلاموں کو یہ کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ سمجھ جائیں کہ ایک دفعہ

آواز پہنچ گئی ہے اور وہی کافی ہے۔ ہرگز کافی نہیں۔ انسانی فطرت ہے اس کے اندر مختلف وقت آتے ہیں کوئی مستعدی کا وقت، کوئی کمزوری کا وقت، کبھی دل کسی قربانی کے لئے تیار ہوتا ہے، کبھی غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔ وعدہ کرتے وقت اور جذبات ہوتے ہیں، پورا کرتے وقت ان کو مشکلات پیش ہوتی ہیں۔ پھر بھول جاتے ہیں انسان، پھر خوش فہمی میں مبتلا رہتے ہیں کہ ہم آخر پر کرلیں گے۔ اس لئے بار بار کی نصیحت بہت ہی اہم ہے اور اس پہلو سے بہت سی جماعتوں میں یہ غفلت ہو چکی ہے پہلے ہی کہ صد سالہ جوبلی کے کام کو ایسی اہمیت نہیں دی گئی کہ سیکرٹری کو مقرر کیا جائے یا مقرر کیا جائے تو اس کی تربیت کی جائے اس پر نظر رکھی جائے اور باقاعدہ اس کو اگر توفیق نہیں تو اس کو کام سمجھا کر جس طرح کسی شاگرد کو سکھا کر آگے بڑھایا جاتا ہے اس طرح اس کو آگے بڑھایا جائے۔

اس کے علاوہ ایک کمزوری جو نظر آئی ہے وہ یہ ہے کہ مختلف وقتوں میں جو میں نے چندوں کی تحریکات کی ہیں ان کو میری زبان میں جہاں پہنچایا جا سکتا تھا وہاں نہیں پہنچایا گیا اور ان خطبوں کو اگر ترجمہ کر کے پیش کیا جا سکتا تھا تو ترجمہ کر کے پیش نہیں کیا گیا اور بہت بڑی تعداد ایسی ہے بعض ممالک میں جنہوں نے خلیفہ وقت کی آواز میں ان تحریکات کو سنا ہی نہیں۔ چنانچہ اس کے ثبوت اب اس طرح مہیا ہو رہے ہیں کہ جب میں نے گزشتہ خطبہ میں تحریکات کا ذکر اکٹھا کیا اور بتایا کہ یہ بھی تحریک تھی، یہ بھی تحریک تھی تو کثرت سے ایسے خطوط مل رہے ہیں مسلسل جس میں دوست لکھتے ہیں کہ ہمیں پتا ہی نہیں تھا کہ یہ تحریک بھی تھی اور ہم تک تو نہیں آواز پہنچی پہلے لیکن ہم محروم نہیں رہنا چاہتے اس لئے باوجود اس کے کہ اب بوجھ زیادہ ہیں لیکن ہم تھوڑا سا حصہ لینا چاہتے ہیں جتنا خدا نے توفیق دی ہے وہ ہی قبول کریں۔

تو اس پہلو سے یہ جو غفلت ہے یہ دوہرا جرم بن جاتی ہے۔ جماعتی ضروریات تو ہیں ہی اللہ کے فضل کے ساتھ وہ پھیلتی چلی جارہی ہیں اور خدا ان کو پورا بھی کرتا چلا جارہا ہے لیکن ایک چندہ دینے والے کی اپنی ضرورت ہے وہ بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے کیونکہ چندہ دینے والا جب خدا کی راہ میں قربانی کرتا ہے تو اس کا روحانی معیار بلند ہوتا ہے اس کے دل میں ایسی پاکیزہ تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں جو اس کی روزمرہ کی زندگی پر اچھے رنگ میں اثر انداز ہوتی ہیں اور اس کی حالت تبدیل ہونے لگتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ میں بار بار اس بات پر زور دیتا رہا ہوں کہ چندے کی رقم پر اتنی نگاہ نہ کریں

جتنی چندہ دینے والوں کی تعداد پر نگاہ کریں۔ جتنے زیادہ احمدی آپ کسی چندے کی تحریک میں شامل کرتے ہیں اتنا زیادہ آپ احمدیوں کے روحانی معیار کو بلند کرنے میں کامیاب ہوتے چلے جائیں گے۔ کثرت کے ساتھ بچوں کو، بوڑھوں کو، عورتوں کو مردوں کو سب کو ہر تحریک میں کچھ نہ کچھ دینے پر آمادہ کرنا چاہئے اور یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ کسی میں کم توفیق ہے۔ عملاً میں نے دیکھا ہے کہ بعض بڑی بڑی جماعتوں میں بھی رجحان آخری رقم کی طرف رہتا ہے۔ چنانچہ بعض ممالک کہتے ہیں ہم نے پچھلی دفعہ بیس لاکھ کا وعدہ کیا تھا اب پچاس لاکھ کا کر رہے ہیں۔ گویا کہ وہ کہتے ہیں اب بتاؤ اس سے زیادہ کیا چاہتے ہو۔ پچاس لاکھ ہو گیا بس کافی ہے حالانکہ وہ پچاس لاکھ بعض دفعہ صرف اس جماعت کے متمول لوگوں کی قربانی ہوتی ہے اور ایک بہت بڑی تعداد غرباء کی یا نسبتاً کم توفیق رکھنے والوں کی اس قربانی سے محروم رہ جاتی ہے۔ ان کی طرف ان کو خیال نہیں ہوتا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے اتنا پیش کر دیا اب اور ہم سے کیا مانگتے ہیں حالانکہ خدا کی راہ میں قربانی کا فلسفہ یہ ہے کہ قربانی کرنے والے کا معیار بلند ہو اور اس کی تربیت ہو اور اس کا اپنے رب سے تعلق ہو۔ اگر یہ فلسفہ نہ ہوتا تو خدا تو غنی ہے اس کو تو بندے کی قربانی کی کوئی احتیاج نہیں ہے۔ پھر تو یہ سارا قصہ ہی ایک بہت بڑا لغو قصہ بن جائے گا کہ اللہ کو پیسے کی ضرورت ہے تم پیسے دو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اللہ غنی ہے۔ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ (محمد:۳۹) خدا تو محتاج نہیں ہے تم فقیر ہو اس کی راہ میں۔ پیسہ دینے والا کس بات کا فقیر ہوا کرتا ہے؟ جو پیسہ دے اسے آپ فقیر کیسے کہہ سکتے ہیں؟ وہ فقیر ہے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا، وہ محتاج ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا، اس کی محبت اور اس کے پیار کا اور قربانی کے ذریعے اور تحفے کے ذریعے محبتیں نشوونما پاتی ہیں اور تعلقات استوار ہوتے ہیں۔

انسانی زندگی میں بھی یہی فلسفہ ہے۔ آپ اپنے دوست کسی محبوب کے لئے کچھ قربانی کرتے ہیں تو اس کی لذت آپ کو قربانی دینے کے ذریعے حاصل ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں آپ اس کے قریب جاتے ہیں اور وہ دوست جس کی خاطر آپ قربانی کرتے ہیں وہ آپ کے قریب آتا ہے۔ تو قربانی دینے والا اگر محبت کے نتیجے میں قربانی دیتا ہے تو وہ ہمیشہ فقیر رہتا ہے۔ اس بات کا فقیر رہتا ہے کہ جس کے لئے دی جارہی ہے وہ قبول کرے اور اگر وہ رد کر دے تو اسے صدمہ پہنچتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایک عظیم الشان فلسفہ قربانی کا ہمیں سمجھا دیا کہ تم جب تک

فقیروں کی طرح قربانی نہیں کرتے تمہاری قربانی کے معنی کوئی نہیں اوران قربانیوں کا خدامحتاج نہیں ہے جوتم سمجھتے ہو کہ خدا پر احسان کرر ہے ہو اسے ضرورت ہے تم نے پیش کر دیا۔ جب تک قربانی کے اندر ہمیشہ پیش نظر یہ بات نہ رہے کہ تم محتاج ہو کہ اللہ تعالیٰ تم سے بھی کچھ قبول کرے اوراس کے نتیجے میں تمہیں اپنی محبت عطا فرمائے اس وقت تک قربانی کے کوئی معنی نہیں ہیں ،کوئی حقیقت نہیں ہے۔ایسا روپیہ ضائع چلا جاتا ہے اوراس پہلو سے بہت زیادہ ضرورت ہے کہ ہم کثرت سے جماعت کے بڑوں، چھوٹوں کو ہر قربانی میں کسی حد تک ضرور شامل کرلیں۔

چنانچہ وہ مالی تحریکات جو اپنے کامیاب اختتام تک اس رنگ میں پہنچ گئیں کہ جن مقاصد کے لئے وہ تحریکات کی گئی تھیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پورے ہو گئے مثلاً یوروپین مراکز ہیں۔ان میں بھی اگر کسی احمدی نے پہلے حصہ نہیں لیا تو اس کو لینا چاہئے اب چاہے بہت تھوڑا لے۔اگر ایک روپے کی توفیق ہے تو ایک روپیہ پیش کرے،ایک آنے کی توفیق ہے تو ایک آنہ پیش کرے اور جماعت کو یہ دیکھنا چاہئے کہ ان تمام تحریکات میں جہاں تک ممکن ہو سکے ساری جماعت حصہ لے لے۔اب آپ زوراس بات پر نہ دیں کہ زیادہ دے،اس بات پر زور دیں کہ زیادہ قربانی کرنے والے اس نظام میں شامل ہوں اوراس پہلو سے ہر قربانی کو خوشی کے ساتھ قبول کریں خواہ قربانی قبول کرنے کی راہ میں آپ کا زیادہ خرچ ہوتا ہو بنسبت قربانی کے۔ایک آنہ اگر کوئی پیش کرتا ہے اس کو آپ سمیٹتے ہیں کمپیوٹر میں ڈالتے ہیں تو اس کے اوپر زیادہ خرچ ہو جاتا ہے آنے سے بھی لیکن آنہ مقصد نہیں ہے۔مقصد یہ ہے اس آنے نے اس کے دل میں یعنی آنہ پیش کرنے والے کے دل میں کیا جذبے پیدا کئے،کیسی خدا کی محبت میں اس نے یہ قربانی پیش کی اور اللہ تعالیٰ اس پر کس طرح پیار کی نگاہیں ڈالنے لگا۔یہ وہ مقصد ہے۔جب مقصد یہ ہے تو پھر ایسے موقع پر وہ مقدار قربانی کی روپوں پیسوں میں نہیں جانچی جاتی بلکہ اس جذبے کے لحاظ سے پرکھی جائے گی جو اس قربانی کے پیچھے جلوہ افروز ہے۔

اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ساری جماعتوں کو دوبارہ اس طرح یاد دہانی کرائی جائے کہ ان کو پتا لگ جائے کہ یہ تحریکات ہوئی تھیں لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا بہت بھاری تعداد ابھی احباب جماعت کی اور خواتین جماعت کی ایسی موجود ہے جن تک مناسب رنگ میں یہ تحریکات پہنچائی نہیں گئیں۔اس لئے وہ پوری ہوگئی ہیں یا نہیں ہوئیں اس سے قطع نظر یہ آواز ضرور ہر احمدی کے کانوں

تک پہنچ جانی چاہئے کہ ایک یہ بھی تحریک تھی اور ایک یہ بھی تھی اور ایک یہ بھی تھی اور ایک یہ ہے ابھی بھی۔ اس میں جس حد تک خدا توفیق دیتا ہے تم حصہ لو۔

آواز کیسے پہنچائی جائے؟ اس میں اول تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے جو سیکرٹری ہے کسی کام کا ذمہ دار اس کی براہ راست امیر کو نگرانی کرنی چاہئے اور مجالس عاملہ کو عمومی طور پر مل کر اس کام میں دلچسپی لینی چاہئے اس کی مدد کرنی چاہئے اس کو سمجھانا چاہئے کہ کس طرح یہ کام کیا جاتا ہے۔ پھر سیکرٹری مال کو بھی متوجہ کرنا چاہئے خصوصیت کے ساتھ کہ دعائیں کرے اور ساری مجلس عاملہ کو بھی تمام عہدیداران جماعت کو اس بارے میں دعا کرنی چاہئے۔

دعا کو پتا نہیں کیوں لوگ بار بار بھول جاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں عمومی دعا ہو رہی ہے حالانکہ ہر کام کو پیش نظر رکھ کر اس کے لئے خصوصیت کے ساتھ توجہ کر کے دعا کرنا بہت زیادہ عظیم الشان فوائد پہنچاتا ہے اور اس تحریک کی کیفیت بدل جاتی ہے جس کے لئے آپ دعا کر رہے ہیں لیکن عمومی دعا سمجھ کے کہ جی اللہ خیر کرے، اللہ جماعت کو اچھا رکھے، جماعت کو ترقی دے۔ تو وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری ساری دعائیں ہو گئیں یہ درست نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے مضمون کو واضح کر کے اس کے سامنے رکھنا چاہئے اس لئے نہیں کہ اس کو علم نہیں ہے اس لئے دعا کا فلسفہ یہ ہے کہ آپ توجہ سے کریں اور پھر پھل دیکھیں اور پھر خدا سے آپ کی محبت بڑھے۔ ورنہ تو اللہ کے کام ہیں وہ خود ہی کیوں نہیں کرتا رہتا آپ سے دعا منگوانے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ جو دعا کرتے ہیں تو دعا کا پھل دیکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے آپ کا ذاتی پیار کا، محبت کا تعلق بڑھتا ہے اور پھر شرک پیدا نہیں ہوتا۔ سب سے بڑا دعا کا فائدہ یہ ہے۔ غلط فہمی نہیں پیدا ہوتی اپنی ذات میں۔ انسان کو ہمیشہ یاد رہتا ہے کہ خدا کے کام تھے خدا نے کئے ہیں۔ جب تک میں دعا سے محروم تھا میں پھل سے بھی محروم تھا۔ جب دعا شروع کی ہے توجہ کی ہے تو اللہ تعالیٰ نے پھل عطا کرنا شروع کیا ہے۔ اس کے نتیجے میں جس طرح مالی قربانی کرنے والا مالی قربانی سے خدا کے قریب ہوتا ہے مالی قربانی کی تحریک کرنے والا دعاؤں کے ذریعے خدا کے قریب ہوتا ہے اور اس کے اندر عظیم الشان پاکیزہ تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جتنے پھل اس کو لگتے ہیں ہر پھل کی جزا اس کو نصیب ہو رہی ہوتی ہے اور توجہ اس کی اپنی ذات کی طرف نہیں رہتی خدا تعالیٰ کی طرف رہتی ہے کہ میری طرف سے نہیں ہوا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوا ہے۔

تو جہاں بھی دعاؤں میں کمی دیکھی گئی ہے وہاں کام کے نتائج میں ایک لازمی کمی خود بخود واقع ہو جاتی ہے۔اس کے علاوہ ان کو رابطہ رکھنا چاہئے خلیفہ وقت سے بھی۔اپنے لئے دعا کے لئے لکھنا چاہئے۔ایک تو خلیفہ وقت کو معلوم ہوگا کہ وہ کیا کام کر رہے ہیں ان کے لئے پھر دعا کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔نہ صرف تحریک کے لئے بلکہ اس شخص کے لئے جو یہ کام کر رہا ہے بے چین ہے اس کے لئے اور چاہتا ہے کہ اس کو اچھا پھل ملے اور دوسرا اس کی نظر میں سب کچھ رہتا ہے کہ ساری دنیا میں اس وقت کہاں کیا ہو رہا ہے، کونسی کمی واقع ہوئی ہے، کس قسم کی ضرورتیں درپیش ہیں اور وہ جو دعا کے لئے خط لکھتا ہے اپنے مسائل بھی بیان کرتا ہے۔ان مسائل کو حل کرنے میں اس کو خلیفہ وقت سے براہ راست دعا کے علاوہ بھی مدد ملتی ہے۔وہ نظام جماعت کو حرکت میں لاتا ہے۔جن لوگوں کی طرف سے غفلت ہو رہی ہے ان کو متوجہ کرتا ہے۔جو اچھی قربانی کرنے والے ہیں ان سے رابطہ کرتا ہے، ان کے لئے دعا کرتا ہے، ان کو جو کمزور ہیں ان کو بعض دفعہ سیکرٹری کو پتا بھی نہیں ہوتا وہ براہ راست خط لکھ کر خلیفہ وقت ان کو اپنی محبت اور پیار سے متوجہ کرتا ہے اور اس پہلو سے ان کے اندر بڑی نمایاں اور پاکیزہ تبدیلی پیدا ہوتی ہے جو عام کوششوں سے نہیں ہو سکتی۔تو اس بارے میں بھی جن لوگوں نے غفلت کی ہے وہ نسبتاً محروم رہے ہیں فوائد سے۔

پھر جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا خلیفۃ المسیح کی آواز میں اگر بات پہنچائی جائے تو اس کا زیادہ اثر ہوتا ہے اور یہ کہہ دینا کہ ہم نے خلاصہ پیش کر دیا یا ہم نے یاد کرا دیا یہ ہرگز کافی نہیں ہے۔بنیادی بات یہ ہے کہ ہمارے تمام چندے دل سے پھوٹتے ہیں دماغ سے نہیں اور دل جب تک متحرک نہیں ہوں گے ان سے کوئی چیز پیدا نہیں ہوگی۔رسمی یاد دہانیاں تو یہ انکم ٹیکس والوں کا کام ہے۔وہ دماغ کو متوجہ کرتے ہیں ان کا دل سے کوئی تعلق نہیں۔جتنا زیادہ دماغ یہ سمجھے گا کہ ہاں میں پھنس گیا ہوں مجھے دینا ہی دینا ہے نکلنے کا کوئی رستہ نہیں رہا اتنا زیادہ وہ انکم ٹیکس کا نمائندہ کامیاب ہوگا لیکن خدا کی راہ میں مالی قربانیاں خالصۃً محبت سے تعلق رکھتی ہیں اور محبت کا مضمون جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دل سے ہے خشک رسمی تحریکات سے اس کا کوئی بھی رابطہ نہیں ہے۔چنانچہ بعض لوگ کہتے ہیں جی! ہم نے تو کر دیا ہے جماعت ہی نہیں کچھ کر رہی۔تم نے کچھ کیا ہی نہیں وہم ہے تمہیں کہ تم نے کچھ کر دیا تم نے اطلاع دی ہے ان کو کہ یہ یہ قربانیاں ہیں لیکن وہ سرچشمہ جہاں سے وہ قربانیاں پھوٹتی ہیں اس سرچشمے کو تیار

کرنے کے لئے تم نے کچھ کام نہیں کیا اور جو کچھ تمہیں مہیا تھا اس سے بھی فائدہ نہیں اٹھایا۔

چنانچہ مجھے بار بار شکائتیں ملیں افریقہ میں خصوصیت سے کہ ہم تک آپ کے خطبات پہنچتے ہی نہیں۔ آسانی سے ان کے ترجمے ہو سکتے ہیں اگر ہم تک پہنچیں جس طرح آپ ہمیں اب باتیں سمجھا رہے ہیں تو ہماری اور کیفیت ہوتی۔ ہمیں صرف رسمی اطلاع ملتی ہے یا خلاصہ ملتا ہے اس سے وہ بات پیدا نہیں ہوتی دل میں اور دل کی تحریک کا باہمی محبت کے ساتھ ایک تعلق ہے جو یک طرفہ نہیں ہے دو طرفہ ہے۔ عہدیداران جماعت کے ساتھ جماعت بڑے احترام کا تعلق رکھتی ہے اور بعض صورتوں میں امراء سے بڑی محبت بھی کرتی ہے لیکن یہ خیال کر لینا کہ خلیفہ وقت اور جماعت کے درمیان جو محبت کا تعلق ہے بعینہ وہی چیز ہر عہدیدار اور جماعت کے درمیان ہے یہ غلط ہے۔ اکثر صورتوں میں تو عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا نظام ہے دنیا میں جس کی کوئی مثال ہی نہیں ہے۔ کوئی دنیا میں مذہبی ہو یا غیر مذہبی لیڈر ایسا نہیں جیسا خلیفۃ المسیح جماعت احمدیہ کے اندر جو خلیفہ ہے وہ اور اس کے متبعین کے ساتھ یا اس جماعت کے ساتھ جس نے اس کو قبول کیا خلیفہ کے طور پر ان کے درمیان جو تعلق ہے۔ **یہ تعلق بے مثال ہے اس کی کوئی نظیر دنیا میں کہیں نظر نہیں آتی۔** اپنے تو خود جانتے ہیں غیروں کی نظر بھی پڑتی ہے اور حیرت کے ساتھ اس بات پر نظر پڑتی ہے۔

اس لئے جس قربانی کا دل سے تعلق ہے اس آواز پر وہ دل بہت جلدی لبیک کہے گا جس آواز سے اس کو محبت ہے اور وہ جانتا ہے کہ یہ تحریک کرنے والا مجھ سے محبت رکھتا ہے۔ یہ جو رشتہ ہے باہمی محبت اور پیار کا اس کے نتیجے میں تحریک میں غیر معمولی برکت پیدا ہوتی ہے، مردہ دلوں میں جان پڑ جاتی ہے اس سے اور وہی آواز کوئی اور پہنچا رہا ہے تو وہ اس حد تک نتیجہ خیز نہیں ہو سکتی جتنی خلیفہ وقت کی آواز ان معاملات میں نتیجہ خیز ہوتی ہے۔

چنانچہ اس سے استفادہ نہیں پوری طرح کیا گیا۔ یہی ہے اب ہمارے لئے رستہ کے تمام جماعتیں ان کوتاہیوں کا ازالہ کرنے کی کوشش کریں اور فہرستیں بنائیں ان خطبات کی جو مختلف تحریکات سے تعلق رکھتے ہیں۔ جہاں ان کے ترجمے کرانے کی ضرورت ہے وہاں ان کے ترجمے کروائے جائیں اور آغاز میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت تک یا چند ایک اور کلمات خلیفہ وقت کی اپنی آواز میں سنا کر پھر اس کے ترجمے سنائے جا سکتے ہیں کیونکہ اگر ساتھ ساتھ آواز بھی ہو اور ترجمہ بھی ہو تو پھر بہت لمبا وقت

ہو جائے گا مگر بہر حال کوئی شکل نکالنی چاہئے اب اس کی اور یہ دیکھنا چاہئے ایسا انتظام لگانا پڑے گا کہ تحریک نہ کی جائے اب مزید بلکہ وہ خطبات سنا دئے جائیں ایک دفعہ جماعت کو اور پھر اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں کہ وہ خود پھر کیا اس کا نتیجہ پیدا فرماتا ہے۔ آئندہ چند ماہ میں اگر آپ یہ کام کریں تو آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کس طرح خود بخود دلوں سے محبتیں پھوٹیں گی اور محبتوں کے ساتھ خدا کے حضور نذرانے پیش ہوں گے۔

یہ وہ لوگ ہیں جو اس وقت تک محروم ہیں۔ مجھے ان کی فکر ہے۔ بہت ہی عظیم الشان فوائد ہیں چندہ دینے میں یعنی خدا کی خاطر محبت کے ساتھ چندہ دینے میں اور ایسا شخص دن بدن خدا کے قریب ہوتا چلا جاتا ہے اور جانتا ہے کہ اس کا وہ مقام نہیں ہے جو پہلے تھا اس کا مرتبہ بلند ہوتا رہتا ہے۔ اس فائدے سے جماعت کی ایک تعداد کو محروم رکھنا یہ بہت بڑی غفلت ہے اگر جرم نہیں تو غفلت تو کم از کم بہت بڑی ہے۔

اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ اس بقیہ حصہ میں سال کے جو ابھی اکثر باقی ہے اس کے لئے بھی باقاعدہ ٹیمیں بنائی جائیں گی، تنظیم اور ترتیب کے ساتھ کام کیا جائے گا بوجھ کو تقسیم کیا جائے گا اور امیر کی نگرانی میں مجلس عاملہ مل کر ان باتوں پر غور کر کے کاموں کو تقسیم کر دے گی اور کوشش کرے گی کہ ہر شخص تک ہر تحریک خلیفہ وقت کی آواز میں پہنچ جائے یعنی آواز سے مراد یہ ہے کہ جس طرح وہ پہنچانا چاہتا ہے۔ سننے والا خواہ ترجمہ بھی سن رہا ہو اس کو پتا ہو کہ یہی باتیں تھیں جو خلیفہ وقت نے جماعت کے سامنے پیش کی تھیں اور اگر کچھ کہنا ہے تو صرف یہ کہا جائے کہ اب آپ کے اوپر اکٹھا ان سب باتوں کا بوجھ مشکل ہے۔ اس لئے یہ نہ سوچیں کہ آپ کتنا دے سکتے ہیں جتنا بھی دے سکتے ہیں خواہ بالکل معمولی ہو وہ دے کر ان تحریکات میں شامل ہو جائیں۔ اس سے زیادہ تحریک نہ کی جائے یعنی روپیہ بڑھانے کی طرف توجہ نہ رہے بلکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے چندہ دینے والوں کی تعداد بڑھانے کی طرف توجہ ہو اور یہ کام آئندہ چند ماہ کے اندر اگر ہو جائے تو آپ دیکھیں گے کہ جماعت کی خدمت کرنے والوں کی تعداد میں کتنا بڑا اضافہ ہو گا۔ وہ سارے لوگ جو ان تحریکات سے متاثر ہو کر خدا کے لئے کچھ پیش کریں گے وہ اپنی جان بھی پھر پیش کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ نیکی میں یہی تو لطف ہے کہ وہ اور نیکیوں کے لئے دل بھی بڑھاتی ہے اور توفیق بھی بڑھاتی ہے اور مزید

بچے پیدا کرتی چلی جاتی ہے۔اس لئے جماعت کو جو مجموعی طاقت کی ضرورت ہے آئندہ صدی میں اس میں غیر معمولی اضافہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خواہ یہ کام مشکل بھی نظر آتا ہو آسان ہو جائے گا اگر آپ دعا کر کے اس کام کو شروع کریں گے اور اس کے بہت ہی زیادہ وسیع اور پاکیزہ نیک نتائج ظاہر ہوں گے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:۔

نماز جمعہ کے بعد ایک نماز جنازہ غائب ہوگی۔ میں نے گزشتہ جمعہ میں جس بچی عزیزہ سعدیہ کے لئے دعا کی تحریک کی تھی ساتھ ہی میں نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ جب میں نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا جواب ملا کہ جس کے بعد بظاہر کوئی امید کی صورت باقی نہیں تھی لیکن جو بندے کا کام ہے وہ ہمیں تب تک کرنا چاہئے جب تک آخری تقدیر نہیں ظاہر ہو جاتی اس وقت تک دعا سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ واقعہ یہ تھا کہ عزیزہ سعدیہ میری اہلیہ کی بھتیجی اور حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحبؓ اور حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کی نواسی تھی۔ میری کزن ہیں پھوپھی زاد عزیزہ فوزیہ ان کی بیٹی ہے۔ بالکل نوجوانی کی عمر میں وفات پائی ہے۔ جب اس کی شدید بیماری کی اطلاع ملی اور میں نے دعا کی تو سونے سے پہلے ایک نظارہ سامنے آیا کہ ایک وجود ہے جس کے متعلق میں یہ نہیں جانتا کہ مرد ہے یا عورت ہے اس کی کوئی وضاحت نہیں ہے لیکن وہ تنگ جسم سے چمٹے ہوئے سرخ لباس میں ملبوس ہے اور میں اس وقت تعجب کر رہا ہوں کہ یہ Underwear جس قسم کے میں جانتا ہوں یہ سرخ تو میں نے کبھی نہیں دیکھے سفید ہوتے ہیں یا شاید کوئی اور رنگ کے لیکن یہ سرخ کیوں ہے۔ تو اس وقت زبان پہ یہ شعر جاری ہوتا ہے اور اسی کیفیت کے اندر ہوش آنے کے بعد نہیں اسی کیفیت میں کہ:

سرخ پوشے کہ لب بام نظر می آید
نہ بزوری نہ بزاری نہ بزر می آید

یہ سرخ لباس میں ملبوس وجود جو لب بام دکھائی دے رہا ہے یہ نہ زور سے واپس آئے گا نہ زر سے واپس آئے گا نہ زاری سے واپس آئے گا جو چاہو کر لو اس کی رخصت کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ یہی وہ شعر ہے جو حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ کو خدا تعالیٰ نے جواباً دیا تھا جب انہوں نے میری والدہ

مرحومہ کی بیماری میں ان کے لئے دعا کی تھی اوران کو بھی جواباً اللہ تعالیٰ نے یہی شعر فرمایا کہ:۔

سرخ پوشے کہ لب بام نظر می آید

نہ بزوری نہ بزاری نہ بزر می آید

حضرت مصلح موعودؓ کو بھی بتا دیا گیا تھا لیکن آخر وقت تک دعاؤں سے پھر بھی وہ غافل نہیں رہے۔ تو اس بچی کی عملاً وفات تو چند دن پہلے ہو چکی تھی ڈاکٹری نقطہ نگاہ سے لیکن امریکہ کے قوانین کے مطابق وہ جب تک E.C جو دماغ کی بجلی کی حرکت دیکھنے کا آلہ ہے اس کے اندر جب تک Flat نہ آجائے اس وقت تک وہ آرٹیفیشل ،مصنوعی طور پر سانس دلانے کی کوشش چھوڑتے نہیں ہیں کیونکہ ان کو خطرہ ہوتا ہے کہ کوئی بعد میں مقدمہ کر دے گا کہ زندگی کا امکان تھا اور اس کو ماردیا گیا۔ تو اس وجہ سے جو گزشتہ چند دن ہیں ان میں ایک مصنوعی طور پر اس کی نعش رکھی گئی تھی ورنہ وہ آج سے چند دن پہلے وفات پا چکی تھی۔ اب انشاء اللہ اس کی نماز جنازہ ہوگی اور اس کی مغفرت کے لئے ،وہ تو ویسے بھی معصوم بچی تھی دعا تو ہو گی ہی لیکن اس کی والدہ کے لئے بہت دعا کی ضرورت ہے ۔ اللہ تعالیٰ اسے صبر جمیل عطا فرمائے۔